ضعیف احادیث کے احکام

گیارہواں فقہی سمینار منعقدہ: ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ - ۲/محرم ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۷-۱۹/اپریل ۱۹۹۹ء، امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

۱- اس موضوع پر غور کرتے ہوئے سمینار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ فی زمانہ اہل علم کے یہاں اس باب میں افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ بعض حضرات کا حال یہ ہے کہ انہوں نے ہر قسم کی معتبر و نامعتبر روایات کو صحیح وثابت روایات کا درجہ دے رکھا ہے جو کسی بھی طرح "من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" کے تحت مطلوبہ احتیاط سے ہم آہنگ نہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو محض کسی حدیث کے سند کے اعتبار سے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس کو یکسر نا قابل اعتبار اور لائق رد سمجھتے ہیں؛ حالانکہ ضعیف احادیث بھی بعض مواقع پر مقبول ہیں، اور حدیث کا سند کے اعتبار سے ضعیف ہونا اس کے متن ومضمون کے مردود و نامقبول ہونے کو مستلزم نہیں۔

۲- جو روایات موضوع ہیں وہ قطعاً غیر معتبر ہیں، نہ ان سے استدلال کی گنجائش ہے اور نہ ان کے موضوع ہونے کی صراحت ووضاحت کے بغیر ان کو نقل کرنا جائز ہے؛ البتہ اگر کسی سند میں واضع حدیث راوی آجائے تو جب تک متن حدیث کے دوسرے طرق کی تحقیق نہ کر لی جائے محض اس سند کی وجہ سے حدیث کے متن ومضمون کو موضوع قرار دینا درست نہیں؛ کیونکہ ممکن ہے کہ کسی ایسی سند سے بھی یہ متن منقول ہو جس میں واضع حدیث راوی نہ آیا ہو۔

۳- اگر کسی حدیث کو متعدد فقہاء و مجتہدین اور محدثین نے بطور استدلال نقل کیا ہو، یا اس روایت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہو، یا اس حدیث کو رد کرنے کے بجائے اس کے متن میں تاویل کا راستہ اختیار کیا ہو، اور ظاہر ومتبادر معنی کے بجائے دوسرا معنی متعین کیا ہو، تو یہ "تلقی بالقبول" ہے۔

۴- تلقی بالقبول کی وجہ سے سنداً ضعیف احادیث بھی مقبول کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔

۵- تلقی بالقبول کے علاوہ احادیث صحیحہ سے اور صحابہ کے فتاویٰ سے مطابقت کی بنا پر بھی احادیث ضعیفہ درجہ اعتبار حاصل کر لیتی ہیں۔

۶- جن احادیث کے رواۃ متہم بالکذب اور فاسق نہ ہوں، لیکن راوی کے خفت ضبط کے باعث روایت ضعیف ہو، ان کے لئے تعدد طرق مفید ہے، اور ایسی روایت "حسن لغیرہ" کے درجہ میں آجاتی ہے، بشرطیکہ دوسرے طرق میں بھی راوی پر خفت ضبط ہی کی تہمت ہو نہ کہ کذب وفسق کی۔ ایسی ضعیف حدیثیں جو دوسری نصوص ثابتہ سے متعارض ہوں یا جن میں ضعف راوی کے متہم بالکذب یا فسق کی وجہ سے ہو، تو یہ نہ فضائل میں معتبر ہوں گی اور نہ احکام میں۔

۷- ترغیب وترہیب میں ضعیف روایات معتبر ہیں، بشرطیکہ ان میں ضعف شدید نہ پایا جاتا ہو، اور وہ شریعت کی کسی اصل عام

کے تحت آتی ہوں، اوران پر عمل کرتے ہوئے اس میں بیان کئے ہوئے ثواب وعقاب کی امید تو رکھی جائے لیکن یقین جازم نہ ہو۔

۸- موجودہ علمی انحطاط کو دیکھتے ہوئے مناسب ہے کہ اہل علم اپنی تحریروں اور تقریروں میں صحیح وثابت احادیث کے نقل کا اہتمام کریں، اور جہاں ایسی ضعیف حدیثیں پیش کرنی پڑیں وہاں مناسب انداز پر ایسی حدیث کا درجہ اور مقام بھی واضح کر دیں؛ تاکہ ضعیف وبے اصل روایات کے نقل کرنے کا چلن نہ ہو جائے۔

۹- ایسی احادیث جو سند کے اعتبار سے ضعیف ہوں، لیکن ان میں ضعف خفت ضبط کی وجہ سے ہو نہ کہ فقدان عدالت کی وجہ سے، اور کسی نص صحیح وثابت سے متعارض نہ ہوں، ان سے احتیاطی احکام یعنی کراہت واستحباب ثابت کئے جاسکتے ہیں۔

۱۰- نیز جن احکام میں کوئی دوسری دلیل شرعی موجود نہ ہو، ان میں ایسی ضعیف الاسناد احادیث سے دیگر احکام بھی ثابت کئے جاسکتے ہیں۔ ایسی احادیث علت غیر منصوصہ پر مبنی قیاس سے اولیٰ ہیں، یہی جمہور سلف کا مسلک ہے۔

نوٹ: مولانا عبداللہ جولم صاحب کو شق ۹ اور ۱۰ سے اتفاق نہیں ہے۔

☆☆☆